اسلامی ریاست کا غیر مسلم ممالک کے ساتھ مشترک دفاع کا معاہدہ کرنا:

سیرت طیبہ کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Joint Defense Agreement of the Islamic State with Non-Muslim Countries: A Research Based Study in the Light of Seerat-i-Tayyeba

Nisar Ahmad

M.Phil Research Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Manshera

Dr.Muhammad Anees Khan

Lecturer, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Manshera

Abstract:

In the modern era, most of the countries make joint defense agreements with each other to strengthen their defense and to deal with any possible threats. Many Muslim countries enter into such joint defense agreement with non-Muslim countries. Such as Pakistan signed a joint defense agreement with the United States of America in April 1959 under the Central Treaty Organization (CENTO).Such agreement Pakistan made with China too, under which both countries agreed on strengthening their bilateral ties including mutual joint defense cooperation. China assured Pakistan that China would protect Pakistan's territorial sovereignty. According to that treaty China would protect Pakistan and support Pakistan over border issue with India.

Now we will examine in this research paper whether it is permissible for an Islamic state to enter into a joint defense agreement with another non-Muslim country or not? In this research paper we will try our best to search the answer of this question in the light of Seerat-E-Tayeeba.

Keywords: Joint defense, Islamic State, non-Muslim countries, Agreement, Seerat-E-Tayyeba.

عصر حاضر میں اکثر ممالک اپنا دفاع مضبوط کرنے کے لئے اور دشمن ممالک کے ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ مشترک دفاع کے معاہدے کرتے ہیں یعنی اگر دشمن ملک نے ہم میں سے کسی ایک پر حملہ کیا تو مشترک دفاع معاہدہ کے تحت معاہدہ میں شریک تمام ارکان اپنے حلیف ملک کی دفاعی مدد کرینگے۔اسی طرح بعض ممالک اگرچہ اس قسم کے معاہدے یعنی جنگ کے دوران ایک دوسرے کی مدد کرنے کے معاہدے نہیں کرتے لیکن ایک دوسرے کے ساتھ دفاعی تعاون کے معاہدات کرتے رہتے ہیں،یعنی اسلحہ اور جنگی ساز وسامان کی فراہمی کا معاہدہ،دونوں ممالک کی افواج کا مشترکہ جنگی مشقیں کرنے کا معاہدہ وغیرہ۔اس قسم کے معاہدے بعض مسلم ممالک، غیر مسلم ممالک کے ساتھ بھی کرتے ہیں۔

پاکستان اپنے آزادی کے بعد مختلف ممالک سے وقتاً فوقتاً باہمی دفاعی معاہدات کرتا رہا ہے جن کی تحت وہ ایک دوسرے کے ساتھ دفاعی تعاون کرتے ہیں۔ پاکستان نے جن ممالک کے ساتھ باہمی دفاعی تعاون کے معاہدات کیے ہیں ان میں کئی غیر مسلم ممالک بھی شامل ہیں جیسے امریکہ اور چین وغیرہ

پاکستان نے اپریل ۱۹۵۹ء میں امریکہ کے ساتھ Central Treaty Organization (CENTO) کے تحت ایک باہمی دفاعی تعاون کا معاہدہ کیا[1] اگرچہ پاکستان کو اس معاہدہ سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا، کیونکہ جب پاکستان نے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کے جنگوں میں امریکہ سے South East Asia Treaty Organization اور Central Treaty Organization (CENTO) (SEATO) معاہدوں کے تحت تعاون کے درخواست کی تو امریکہ نے پاکستان کی کسی قسم کی مدد نہیں کی۔

اسی طرح چین نے بھی پاکستان کے ساتھ وقتاً فوقتاً کئی قسم کے مختلف باہمی دفاعی تعاون کے معاہدے کیے ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران چین نے پاکستان کو خاصی مدد فراہم کی جس کے بعد پاکستان اور چین کے درمیان تعلقات اور تعاون میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ 2005ء میں چین اور پاکستان نے ایک معاہدہ پر دستخط کیے جس میں چین نے پاکستان کو یقین دلایا کہ چین پاکستان کی علاقائی خود مختاری کا تحفظ اور بھارت کے ساتھ سرحد کے معاملے پر پاکستان کی حمایت کرے گا۔[2] اس کے علاوہ دونوں ممالک کے درمیان فوجی تعاون کے اہم منصوبوں میں ۲۰۰۱ء میں "الخالد ٹینک"، ۲۰۰۷ء میں لڑاکا طیارے "جے ایف ۱۷ تھنڈر" (JF-17 Thunder)، ۲۰۰۸ء میں "ایف-۲۲ پی فریگیٹ" (F-22 P Frigate) اور کے-۸ قراقرم ایڈوانسڈ تربیتی طیاروں کی تیاری اور دفاعی میزائل پروگرام میں قریبی اشتراک شامل ہے۔ دونوں ممالک کی افواج کئی مشترکہ فوجی مشقیں بھی کر چکی ہیں۔ دفاعی تعاون کی انہی سمجھوتوں کی بدولت ۲۰۰۷ء میں چین پاکستان کو ہتھیار فراہم کرنے والا سب سے بڑا ملک بن گیا۔[3]

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ:

- کیا کسی اسلامی ملک کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ کسی غیر مسلم ملک کے ساتھ یہ معاہدہ کریں کہ اگر اس غیر مسلم ملک پر کسی نے حملہ کیا تو ہم اپنی فوج بھی آپ کی مدد کے لئے بھیج دیں گے اور آپ کو اسلحہ وغیرہ بھی فراہم کریں گے اسی طرح اگر ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا تو آپ اپنی فوج بھی بھیج دیں گے اور اسلحہ وغیرہ بھی فراہم کریں گے؟

اب ہم سیرت طیبہ کی روشنی میں اس سوال کے جواب تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اس سوال کے جواب تلاش کرنے سے پہلے ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ غیر مسلموں کے ساتھ کونسے تعلقات رکھنا جائز ہے اور کونسے ناجائز ہے؟

غیر مسلموں کے ساتھ تعلق رکھنے کے مختلف درجات:

علماء کرام نے قرآن وسنت کے نصوص کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں کے ساتھ تعلق رکھنے کے کئی درجات مقرر کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلا درجہ: قلبی موالات ومحبت

پہلا درجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کسی غیر مسلم کے ساتھ قلبی موالات اور دلی مودت ومحبت رکھے یہ اسلام میں بالکل ناجائز ہے۔ قلبی موالات اور دلی مودت ومحبت صرف مسلمانوں کے ساتھ جائز ہے کسی غیر مسلم کے ساتھ ایسا تعلق رکھنا بالکل جائز نہیں۔اس بارے میں بنیادی بات یہ ہے کہ ایک مسلمان اور غیر مسلم کے مقاصد زندگی میں زمین وآسمان کا فرق ہے خواہ وہ مسلمان اور غیر مسلم فرد ہو یا حکومت، کیونکہ مسلمان کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اُسکی بندگی میں زندگی گزارنا ہے جو اسکی توحید کے اقرار اور اُس کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لائے بغیر ممکن نہیں ہے۔اس کے برعکس جو شخص یا حکومت اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان نہ رکھتی ہو، اُس کا مقصد زندگی ایک مسلمان کے مقصد زندگی سے یقیناً مختلف ہوگا۔اس لئے جو شخص مسلمان ہو وہ کسی بھی کافر سے ایسی قلبی محبت اور دوستی نہیں رکھ سکتا جیسی مقصد زندگی میں شریک دوستوں کے درمیان ہوتی ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بار بار ایسی دوستی سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

"یاایھا الذین آمنو لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بماجاء کم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا باللہ ربکم "[٤]

"اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ایسا دوست مت بناؤ کہ ان کو محبت کے پیغام بھیجنے لگو، حالانکہ تمہارے پاس جو حق آیا ہے، انہوں نے اُس کو اتنا جھٹلایا ہے کہ وہ رسول کو بھی اور تمہیں بھی صرف اس وجہ سے (مکہ سے) باہر نکالتے رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لائے ہو۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

"لایتخذ المؤمنون الکافرون اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شیء"[٥]

"مؤمن لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا یار ومددگار نہ بنائیں، اور جو ایسا کرے گا، اُس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔"

دوسرا درجہ: مساوات

دوسرا درجہ مساوات کا ہے جس کا مطلب ہمدردی، خیر خواہی اور نفع رسانی کا ہے یہ صرف ان کفار کے ساتھ جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں اور ان کو نقصان پہنچاتے ہیں ان کے علاوہ باقی سب غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"لاینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم"[6]

"اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، اُن کے ساتھ تم کوئی نیکی کا یا انصاف کا معاملہ کرو۔"

تیسرا درجہ: مدارات

تیسرا درجہ مدارات کا ہے جس کا مطلب ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ ہے۔ اس قسم کا تعلق رکھنا بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔ کبھی اس کا مقصد ان کو دینی نفع پہنچانا ہوتا ہے،، اسی طرح کبھی اس کا مقصد کسی کافر کے شر اور ضرر رسانی سے اپنے آپ کو بچانا مقصود ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کا مہمان ہو تو اس کی ضیافت کرنا بھی اسی درجہ میں آتا ہے۔ سورۃ آل عمران کے مندرجہ ذیل آیت میں "الا ان تتقوا منھم تُقٰة" سے مراد یہی درجہ مدارات ہے۔

"لایتخذ المؤمنون الکافرون اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شیء الا ان تتقوا منھم تُقٰة"[7]

"مؤمن لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا یار و مددگار نہ بنائیں، اور جو ایسا کرے گا، اُس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں، الا یہ کہ تم ان (کے ظلم) سے بچنے کے لئے بچاؤ کا کوئی طریقہ اختیار کرو۔"

چوتھا درجہ: معاملات

چوتھا درجہ معاملات کا ہے کہ کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کے ساتھ تجارت کرے یا ان کے کارخانوں اور اداروں میں خود ملازمت کرے یا کسی غیر مسلم کو اپنے کارخانہ یا ادارہ میں ملازمت دے، یا ان کے ساتھ صنعت و حرفت یا اس قسم کے دوسرے معاملات کرے یہ بھی غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے بجز ایسی حالت کے کہ ان معاملات سے عام مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ نبی کریم ﷺ، خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعامل اس کے جواز پر شاہد ہے۔

ان تفصیلات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قلبی اور دلی دوستی و محبت تو کسی کافر کے ساتھ بھی جائز نہیں، اور احسان و ہمدردی و نفع رسانی بجز اہل حرب کے اور سب کے ساتھ جائز ہے۔ اسی طرح ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ بھی سب کے ساتھ جائز ہے جب کہ اس کا مقصد مہمان کی خاطر داری یا غیر مسلموں کو اسلامی معلومات اور دینی نفع پہنچانا یا اپنے آپ کو ان کے کسی نقصان اور ضرر سے بچانا یا اس قسم کا کوئی دوسرا مقصد ہو۔ اسی طرح غیر مسلموں کے ساتھ تجارت و ملازمت وغیرہ کرنا بھی جائز ہے۔ اس کے علاوہ غیر مسلموں کے ساتھ مصالحت، امن کے معاہدات، انسانی بنیادوں پر

ہمدردی، غمخواری، حسن سلوک اور مشترک انسانی بھلائی کے لئے باہمی تعاون کی نہ صرف اجازت ہے، بلکہ اسے پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ کسی اسلامی ریاست کا غیر مسلم ممالک کے ساتھ مشترک دفاع کا معاہدہ کرنا بھی چوتھے قسم یعنی معاملات کے درجہ میں آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے بھی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ سیرت طیبہ میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا یہود کے ساتھ مشترک دفاع کا معاہدہ کرنا:

جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کوئی ایک مرکزی حکومت نہیں تھی، بلکہ مختلف قبائل مختلف سرداروں کے تحت رہتے تھے۔ انہی میں یہود کے بھی کچھ قبائل آباد تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سب کو ایک مرکزی حکومت میں پرونے کا انتظام فرمایا جسے اہل مدینہ نے خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر آپ نے اس ریاست کا ایک تحریری دستور مرتب فرمایا جس میں تمام باشندوں کے حقوق و فرائض طے کیے گئے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب مرحوم کی تحقیق کے مطابق یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور تھا جو سینتالیس دفعات پر مشتمل ہے۔[8] سیرت ابن ہشام میں محمد بن اسحاق (م:۱۵۱ھ) کی روایت سے اس معاہدہ کی تفصیلات بیان ہوئی ہے۔ اس میں یہودیوں کے ساتھ یہ معاہدہ بھی فرمایا گیا تھا کہ اگر مسلمانوں پر کسی نے حملہ کیا تو یہودی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اُس کا دفاع کرینگے، اور اگر یہودیوں پر کسی نے حملہ کیا تو مسلمان یہود کے ساتھ مل کر ان کا دفاع کرینگے۔[9]

اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی ریاست کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ کسی غیر مسلم ملک کے ساتھ مشترک دفاع کا معاہدہ کریں کیونکہ اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ نے یہود کے ساتھ مشترک دفاع کا معاہدہ کیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کا بنو خزاعہ کے ساتھ مشترک دفاع کا معاہدہ کرنا:

۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر نبی کریم ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان ایک صلح ہوئی، جو بعد میں صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ صلح حدیبیہ میں جنگ بندی کا جو معاہدہ ہوا تھا اس معاہدے کی ایک دفعہ کے تحت قبائل عرب کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ مسلمانوں اور مشرکین میں سے جس کا حلیف بننا چاہیں اس کا حلیف بن جائیں۔ اس پر بنو خزاعہ نے نبی کریم ﷺ کے حلیف بننے کا اعلان کیا، اور بنو بکر نے مشرکین مکہ کے ساتھ اپنے آپ کو ملحق کر لیا۔[10] بنو خزاعہ کے ساتھ اس معاہدے کا مطلب یہ تھا کہ اگر مشرکین مکہ یا بنو بکر مسلمانوں پر حملہ کریں تو بنو خزاعہ دفاع میں مسلمانوں کی مدد کرینگے، اور اگر بنو بکر یا قریش بنو خزاعہ پر حملہ کرینگے تو مسلمان ان کے دفاع میں مدد کرینگے۔[11]

بنو خزاعہ اور بنو بکر کے درمیان زمانہ جاہلیت سے دشمنی چلی آرہی تھی۔ صلح حدیبیہ کے معاہدے کے تحت دونوں فریقین ایک دوسرے سے مامون اور بے خوف ہوگئے۔ بنو بکر نے اپنی دشمنی نکالنے کا موقع غنیمت سمجھا۔ چنانچہ بنو بکر میں سے نوفل بن معاویہ دیلی نے اپنے ساتھیوں سمیت بنو خزاعہ پر شب خون مارا، رات کا وقت تھا بنو خزاعہ کے لوگ پانی کے ایک چشمہ پر سو رہے تھے جس کا نام "وتیر" تھا۔ اس حملہ میں قریش کی ایک جماعت نے حصہ لیا تھا جن میں صفوان بن امیہ، حویطب بن عبدالعزی، مکرز بن حفص اور دیگر افراد شامل تھے۔ اس کے علاوہ قریش مکہ نے بنو بکر کو اسلحہ بھی فراہم کیا۔ ان لوگوں نے بنو خزاعہ کے آدمیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ آخر جو لوگ بچے تھے وہ ڈر کر بدیل بن ورقاء خزاعی کے مکان میں گھس گئے مگر بنو بکر اور رؤساء قریش نے گھروں میں گھس کر ان کو مارا۔ بنو بکر اور قریش مکہ یہ سمجھتے رہے کہ نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع نہ ہوگی۔ جب صبح ہوئی تو قریش مکہ کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی اور یہ سمجھ گئے کہ ہم نے عہد شکنی کی۔ ادھر عمرو بن سالم خزاعی چالیس آدمیوں کا ایک وفد لے کر مدینہ منورہ

بارگاہ نبوی میں حاضر ہوااور نبی کریم ﷺ کواس واقعہ کی اطلاع دی۔چونکہ نبی کریم ﷺ اور بنو خزاعہ کے درمیان صلح حدیبیہ کے موقع پر مشترک دفاع کامعاہدہ ہوا تھااس لئے آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی فرمائی،اور بالآخر مکہ مکرمہ فتح ہوا۔[12]

لہذامندرجہ بالاتفصیلات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فتح مکہ اصل میں اس مشترک دفاع کے معاہدے کا نتیجہ تھا،جونبی کریم ﷺ اور بنو خزاعہ کے درمیان معاہدہ حدیبیہ کی ایک دفعہ کے تحت ہوئی تھی۔

ان واقعات سے علماء کرام نے یہ استدلال فرمایاہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ مشترک دفاع کامعاہدہ کرناجائز ہے۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری میں کتاب الشروط کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہ اُس "موالاۃ "میں داخل نہیں ہے جس سے قرآن کریم نے منع فرمایاہے۔[13]لہذاایک اسلامی ریاست کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ بوقت ضرورت کسی دوسرے غیر مسلم ملک کے ساتھ مشترک دفاع کا معاہدہ کریں بشرط یہ کہ اس معاہدے سے کسی دوسرے اسلامی ملک،عام مسلمانوں یااسلام کو کوئی نقصان نہ پہنچتاہو۔[14]

نتائج البحث:

مندرجہ بالا بحث سے یہ نتیجہ نکلتاہے کہ ایک اسلامی ریاست کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ کسی دوسری غیر مسلم ملک کے ساتھ مشترک دفاع کا معاہدہ کریں لیکن یہ اس صورت میں جائز ہے جب اس قسم معاہدے کی ضرورت ہو، مثلاً؛ کوئی ایسااسلامی ملک نہ ہو جو دفاعی وسائل سے مالامال ہواور وہ کسی دوسری اسلامی ملک کے ساتھ دفاعی تعاون کریں، یا کوئی اس طرح دفاعی وسائل سے مالامال اسلامی ملک تو ہولیکن وہ اس اسلامی ریاست سے دور ہےاور بوقت ضرورت ان کی مدد نہیں کر سکتا۔لہذااس صورتحال میں اسلامی ریاست کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ کسی دوسری غیر مسلم ملک کے ساتھ مشترک دفاع کامعاہدہ کریں لیکن اس کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ اس معاہدے سے کسی دوسرے اسلامی ملک،عام مسلمانوں یااسلام کو کوئی نقصان نہ پہنچتاہو۔

Refrences

حوالہ جات:

---

1 :Security game: SEATO and CENTO as instrument of economic and military assistance to encircle Pakistan, Mussarat Jabeen and Muhammad Saleem Mazhar, Research Journal: Pakistan Economic and Social Review, Vol:49, Issue:1, (Summer: 2011), Page:121,122

2 : China's Strategic and commercial relations with Pakistan: Opportunities, challenges and prospects, Azeem Gul, Riaz Ahmad and Lloyd W. Fernald, Research Journal: ISSRA Papers, Vol:XII, 2020, Page:160

3 :وائس آف امریکہ (اُردو)،کالم: پاک چین تعلقات پر ایک نظر،تاریخ اشاعت:17دسمبر2010ء
Retrieved on 12 October 11, 2021 from; https://www.urduvoa.com/a/pakistan-china-frindship-history-17december10-112062644/1129655.html

---

4 : سورۃالممتحنہ، آیت:1

5 : سورۃآل عمران، آیت:28

6 : سورۃالممتحنہ، آیت:8

7 : سورۃآل عمران، آیت:28

8 : مجموعۃالوثائق السیاسیۃللعہد النبوی والخلافۃالراشدۃ، ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب (مرحوم) ص:57تا62، دار النفائس، بیروت، الطبعۃالخامسۃ:1405ھ-1985ء

9 : السیرۃالنبویۃ(سیرت ابن ہشام)، ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیریؒ(م:218ھ)، ج:1، ص:503،504، مصطفے البابی، مصر، سن اشاعت:1375ھ

10 : عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، ابوالفتح محمد بن محمد بن سید الناس الیعمریؒ(م:734ھ)، ج:2، ص:167،168، مکتبۃدار التراث، مدینہ منورہ، س،ن

11 : اسلام اور سیاسی نظریات، مفتی محمد تقی عثمانی، ص:345، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، سن اشاعت: ذی القعدہ1431ھ-نومبر2010ء

12 : عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، ج:2، ص:223،224

13 : اسلام اور سیاسی نظریات، ص:345

14 : Khan, Muhammad Anees, Aftab Ahmad, Rules of Friendship to Muslim and Non-Muslim according to Sharia, Acta Islamica, Vol:4, No:2, (December 2019)Pp:160